انصاف اور قانون کا تقاضا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

جب سے ہمارا وطن عزیز پاکستان معرضِ وجود میں آیا ہے، اس وقت سے ایک گروہ اور جتھا مسلسل اس کوشش اور کاوش میں مصروفِ عمل ہے کہ کسی طرح اس ملک سے دین و مذہب اور اسلام کو دیس نکالا دیا جائے، وہی دین جس کو ایک عرصہ سے ایسے طبقہ کی تزویراتی کاوشوں نے زندگی کے ہر شعبہ سے عملاً معطل کر رکھا ہے۔

اب مزید کوشش اس میں ہے کہ فرد کی زندگی سے بھی اس کو کھرچ کھرچ کر صاف کردیا جائے اور اس کا طریقہ یہ نکالا کہ مختلف حیلوں بہانوں سے مسجد، مدرسہ، خانقاہیں ہوں یا دینی مراکز ان سے پاکستانی عوام کو دور رکھا جائے اور اِن مساجد و مدارس کے آباد کرنے والوں پر متفرق عنوانات چسپاں کرکے اور مختلف الزامات لگاکر مسلمانوں کو ان سے متنفر کردیا جائے۔

اس طبقہ نے کبھی تو یہ کہا کہ ہم ملکی سطح پر ترقی کرنا چاہتے ہیں، لیکن دین و مذہب پر عمل کرنے والے علماء اور دین دار لوگ ہمارے لیے رکاوٹ بنے ہوئے ہیں اور انہوں نے اس کا یہ حل سوچا کہ چاندی کی کشتی بنا کر اس میں دین و مذہب کا نام لینے والوں کو سوار کرا کر سمندر برد کردیا جائے۔

کبھی یہ کہا کہ ہماری مادر پدر آزادی میں رخنہ ڈالنے والے مدارس میں پڑھنے اور پڑھانے والے یہ طلبہ اور علماء ہیں، لہٰذا ان مدارس کو حکومتی تحویل میں لے کر ان پر قدغن لگائی جائے اور ان کے گرد شکنجہ کس دیا جائے تو ہم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ کبھی یہ کہا کہ ان کا نصابِ تعلیم اور نظامِ تعلیم تبدیل کردیا جائے تو یہ ہمارے قابو میں آسکتے ہیں۔ کسی نے کہا کہ ان مدارس کے مقابل ''ماڈل دینی مدارس'' قائم کردیے جائیں اور ان میں اساتذہ و طلبہ کے لیے پرکشش مراعات رکھی جائیں تو یہ آزاد مدارس خود بخود بند ہوجائیں گے۔ لیکن الحمدللہ!

ہے، لیکن یہ وضاحت موجود نہیں کہ کس طرح کی اصلاحات کی جائیں گی۔ میڈیا کوا • پسندوں اور اس کے ہمدردوں کے موقف کی تشہیر سے منع کیا گیا ہے، لیکن یہ رہنمائی کوئی نہیں کر رہا کہ ا • پسند کون ہیں اور ان کے ہمدرد کون ہیں؟ میں ان لوگوں میں شامل ہوں کہ جو مذہب کو تزویراتی اور سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کے عمل کے نتائج کو بری طرح بھگت چکے ہیں۔ میری تعلیم متأثر ہوئی، میرے رشتہ دار متأثر ہوئے، مجھے بھا ں جیسے عزیز دوستوں کے جنازوں کو کاندھا دینا پڑا اور اپنی ثقافت اور روایات کے جنازے نکلتے دیکھے۔ افغان پالیسی پر تنقید کی وZ سے مجھے باہر کے ا Đ کے طعنے بھی سننے پڑے۔ میدانِ صحافت میں اترتے ہی ان کا ناقد ہونے کی وZ سے مجھے ۱۹۹۹ء میں افغان طالبان کی قید بھی کاٹنی پڑی اور میں ہی تھا کہ جو بتاتا اور سمجھاتا رہا کہ القاعدہ، افغان طالبان اور پاکستانی طالبان کا نظریاتی منبع ایک ہی ہے۔ مدارس کے نظام میں موجود خامیوں کی نشاندہی بھی میں ۲۰۰۲ء سے اپنی تحریروں میں کر رہا ہوں، لیکن اگر امتیازی قوانین کے ذریعے ان مسائل سے نمٹنے کی کوشش کی گئی تو خیر کی بجائے شر برآمد ہوگا۔ اس ملک میں رہنے والا ہر فرد برابر کا شہری ہے اور سب کے ساتھ یکساں سلوک ہونا چاہیے۔ ہمارے ملک میں فساد کی اصل وZ یہی ہے کہ یہاں سب شہریوں پر قانون یکساں اطلاق نہیں ہوتا۔ ایک طبقے کے لوگوں کے لیے جو چیز جرم قرار پاتی ہے، دوسرے طبقے کے لوگوں کے لیے وہ ہے۔ خوف اور دہشت جو بھی جس نام پر بھی پھیلائے، سزا کا مستحق ہے۔ انسان کا قتل جو بھی، جس نام پر بھی کرے، قاتل ہے۔ ریاست کے خلاف بندوق جو بھی، جس نام پر بھی اٹھائے' باغی ہے۔ کالعدم جو بھی ہو' خلافِ قانون ہے۔ اگر قانون اندھا بن کر ان سب کو ایک نظر سے دیکھے تو رحمت کا ذریعہ بنے گا، لیکن اگر وہ مجرموں میں تفریق کرے تو انتشار کا موجب ہوگا۔ موجودہ X ان اور پالیسی ساز کسی کی سنتے ہیں اور نہ سنیں گے، لیکن متنبہ کرنا اپنا فرض تھا، باقی ان کی مرضی۔''

(روزنامہ جنگ، کراچی، بروز منگل، ۱۴؍ربیع الاول ۱۴۳۶ھ، مطابق ۶؍جنوری ۲۰۱۵ء)

....

ہم ایک بار پھر حکومت پاکستان کو احساس دلاتے ہوئے عرض کرنا چاہتے ہیں کہ پاکستان بھر کے دینی مدارس کھلی کتاب کے مانند ہیں۔ مدارس کے دروازے ہر وقت ہر ایک کے لیے کھلے ہوئے ہیں اور حکومتی ا ì ں اور ادارے بارہا ان کا سروے کر چکے ہیں۔ سابق صدر، سابق وزیر اعظم، سابق وزیر داخلہ اور موجودہ وزیر داخلہ سب حضرات اپنے اپنے وقت میں یہ بیان دے چکے ہیں کہ مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں، مدارس پر تنقید بند کی جائے۔ لیکن اس کے باوجود ایسے قوانین لانا کہ مذہبی ا • پسندی کی آڑ میں مدارس اور دین و مذہب سے تعلق اور محبت رکھنے والے افراد ہی آئیں تو آپ ہی بتلایئے کہ یہ کہاں کا انصاف ہوگا اور کونسی انسانی عدالت اس کو انصاف t کرے گی۔ اس سے تو خدانخواستہ یہی ہوگا کہ ''تنگ آمد بجنگ آمد''۔ پہلے ہی پاکستان مسائلستان بنا ہوا ہے اور اب مزید ان لوگوں کو بھی دشمن کی صف میں دھکیلنے کی کوشش کی جائے کہ جن کی حب الوطنی اظہر من الشّمس ہے اور

www.banuri.edu.pk

پاکستان کی سالمیت کے لیے ان کا جذبہ کسی شک وشبہ سے بالاتر ہے۔ یہ کونسی دانشمندی اور پاکستان کی خدمت ہوگی کہ جس کی عقل سلیم اجازت دے گی؟ پاکستان کو مشکلات سے نکالنے کا حل یہ ہے کہ پاکستان اپنی داخلی وخارجی پالیسی پر از سر نو نظر ثانی کرے اور اپنے فیصلے خود کرے۔ قانون شکنی کی زَد میں جو بھی آتا ہو، بلا لحاظِ مسلک ومذہب اور بلا استثناء سیاسی یا غیر سیاسی جماعت سب کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جائے اور جو بھی اس کی سزا مقرر ہو فی الفور وہ سزا اس پر لاگو کی جائے۔ ان شاء اللہ! اس سے جلد امن وامان بھی قائم ہوگا اور انصاف کے تقاضے بھی پورے ہوں گے۔

ہم مسلمان ہیں، ہماری صلاح وفلاح صرف اور صرف دین اسلام کے نفاذ اور اس پر عمل پیرا ہونے میں ہے، ہمیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اپنے سامنے رکھنی چاہئیں۔ ایک حدیث میں ہے:

’’عن عائشةؓ أن قريشا أهمَّهم شأنُ المرأة المخزومية التى سرقت، فقالوا: من يكلم فيها رسولَ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم؟ فقالوا: ومن يجترئ عليه إلا أسامة بن زيدؓ حِبُّ رسولِ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، فكلمه أسامة، فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: أتشفع فى حد من حدود اللّٰه؟ ثم قام فاختطب، ثم قال: إنما أهلك الذين قبلكم أنهم كانوا إذا سرق فيهم الشريف تركوه وإذا سرق فيهم الضعيف أقاموا عليه الحد وأيم اللّٰه لو أن فاطمةؓ بنت محمد سرقت لقطعتُ يدَها۔‘‘ (متفق علیہ، بحوالہ مشکوٰۃ، ص: ۳۱۴)

’’حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش کو ایک مخزومی عورت کے معاملہ میں فکر لاحق ہوئی، جس نے چوری کر لی تھی۔ وہ آپس میں کہنے لگے: اس عورت کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون بات چیت کرے گا؟ پھر کہنے لگے کہ یہ جرأت تو اسامہ بن زیدؓ ہی کر سکتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لاڈلے ہیں۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: تم سے پہلے لوگوں کو اس عمل نے ہلاک کیا کہ جب ان میں سے کوئی طاقتور آدمی چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کرتے۔ اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔‘‘

فاعتبروا يا أولى الأبصار۔

وصلى اللّٰه تعالىٰ علىٰ خير خلقهٖ سيدنا محمد وعلىٰ آلهٖ وصحبهٖ أجمعين

www.banuri.edu.pk